تبویب			نقل فتاوی	مع رجسٹر نمبر

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی آدمی اپنے بیوی کو تین طلاقوں سے زائد طلاق دے اور اس طلاق دینے پر کوئی گواہ نہیں ہے۔ بیوی دیندار پابند صوم وصلوٰۃ ہے جبکہ شوہر اس درجہ دیندار نہیں ہے۔ شوہر طلاق دینے سے منکر ہے جبکہ بیوی سو فیصد یقین سے کہتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے بار بار طلاق دیا ہے گالیوں سمیت مفتی صاحب۔ علاقے کے لوگ اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ اگر عورت کے پاس گواہ نہیں ہے اور شوہر قسم اٹھا لیتا ہے تو عورت شوہر کی بیوی ہے۔ عورت کو شوہر کے پاس رہنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور بحر الرائق۔ شامی۔ عالمگیری وغیرہ اس قسم کی عبارت کہ (والمرأۃ کالقاضی اذا سمعتہ او اخبرھا عدل لایحل لھا تمکینہ) کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ دیانتاً ہے قضاءً نہیں ہے۔ مفتی صاحب آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ

۱۔ دیانتاً وقضاءً کا کیا مطلب ہے؟ ۲۔ عورت دیانت پر عمل کرے یا قضاءِ قاضی پر؟

۳۔ کیا قضاءِ قاضی سے (اگر شوہر کے حق میں فیصلہ ہو) طلاق مغلظہ کی شرعی حیثیت ختم ہو جاتی ہے؟

۴۔ اگر شرعی حیثیت جو کہ حرمت ہے ختم نہیں ہوتی تو عورت کیا کرے؟

مفتی صاحب۔ قرآن وسنت وفقہ حنفی کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔ جزاک اللہ خیراً احسن الجزاء۔

مستفتی ابو اسامہ فیڈرل بی ایریا کراچی۔

0333-2197284

۷۳

۷۶۱

۲۱/۱۲/۲۵

۱/۲/۵ pm

ابو اسامہ فیڈرل بی ایریا کراچی

الجواب ــــــ حامداً ومصلیاً

دیانت اور قضاء کے درمیان فرق۔

① ــــــ کسی حکم کے دیانۃً ثابت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ حکم ثابت ہے اور اسکے مطابق عمل کرنے میں گناہ نہیں اور مختلف حالات کے اعتبار سے اس پر عمل کرنا مباح یا مستحب یا سنت یا واجب یا فرض ہوتا ہے اور کسی حکم کے دیانۃً ثابت نہ ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ حکم ثابت نہیں اور اسکے ارتکاب سے گناہ ہوگا اور مختلف حالات کے اعتبار سے اس کا ارتکاب کرنا مکروہِ تنزیہی یا مکروہِ تحریمی یا حرام ہوتا ہے۔

کسی حکم کے قضاءً ثابت ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قاضی کا فیصلہ اسکے مطابق ہوگا اور کسی حکم کے قضاءً ثابت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کا فیصلہ اسکے مطابق نہیں ہوگا۔

اگر طلاق مغلظہ کے بعد عدالت عورت کے خلاف فیصلہ کردے تو عورت کیا کرے۔

② ــــــ اس صورت میں عورت پر لازم ہے کہ وہ دیانت پر عمل کرے البتہ مزید وضاحت آگے آرہی ہے۔

③ ــــــ قضاءِ قاضی سے طلاقِ مغلظہ کی شرعی حیثیت ختم نہیں ہوتی بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ عورت شوہر کی بیوی ہے یا علی الاطلاق یہ کہنا کہ عورت کو مذکورہ شوہر کے پاس رہنے میں کوئی گناہ نہیں غلط ہے۔

④ ــــــ اس صورت میں عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے سابقہ شوہر کو اپنے اوپر کسی طرح کی قدرت نہ دے یا تو اسے مال دیکر اپنی جان چھڑا دے یا شوہر کا گھر چھوڑ کر ماں، باپ وغیرہ کے یہاں رہنے لگے اور اگر وہ مال دیکر جان چھڑانے پر قادر نہ ہو یا اسکے پاس شوہر کا گھر چھوڑنے کا کوئی راستہ نہ ہو اور عدالت یا پنچایت عورت کے پاس بینہ نہ ہونے کی وجہ سے

(بقیہ جواب ورق کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں)

مرد سے قسم لیکر اسکے حق میں فیصلہ کردے تو عورت بدرجۂ مجبوری اپنے سابقہ شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے اور حرمتِ مغلظہ کے باوجود اکھٹے رہنے کا گناہ مرد کو ہوگا۔

تاہم اگر عدالت یا پنچایت مرد کے حق میں فیصلہ کردے اور عورت مال دیکر یا شوہر کا گھر چھوڑ کر جان چھڑانے پر قادر ہو یا کسی اور ذریعے سے نجات حاصل کرسکتی ہو تو اسکے لئے اپنے سابقہ شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں۔

فی رد المحتار (۳ : ۲۵۱)

والمرأة كالقاضي اذا سمعته أو اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدي نفسها بمال أو تهرب كما انه ليس له قتلها اذا حرمت عليه وكلما هرب ردته بالسحر وفي البزازية عن الاوزجندي انها ترفع الامر للقاضي فان حلف ولا بينة لها فالاثم عليه اهـ

قلت :- أي اذا لم تقدر على الفداء أو الهرب ولا على منعه عنها فلا ينافي ما قبله وكذا فيه (۳ : ۴۲۰)

وفي فتح القدير (۳ : ۳۵۳)

وكل ما لا يدينه القاضي اذا سمعته منه المرأة أو شهد به عندها عدل لا يسعها أن تدينه لانها كالقاضي لا تعرف منه الا الظاهر.

وفي البحر الرائق (۳ : ۲۵۷)

والمرأة كالقاضي اذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه هكذا اقتصر الشارحون وذكر في البزازية وذكر الاوزجندي أنها ترفع الامر الى القاضي فان لم يكن لها بينة تحلفه فان حلف فالاثم عليه اهـ . والله سبحانه وتعالى أعلم

شہزاد احمد غفرلہ

نائب؟

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۰ / ۱۲ / ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ لہ

۲۰/۱۲/۱۴۲۵ھ